پڑھا، مگر الجھن دور نہ ہوئی۔ اس کے بعد ہر قسم کا مذہبی لٹریچر پڑھنا چھوڑ دیا۔ پھر "سنت کی آئینی حیثیت" پڑھنے کو مل گئی۔ اس سے بیشتر شکوک دور ہو گئے اور اب اللہ کے فضل سے احکام الٰہی کی پابندی کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ:

۱۔ جو زندگی میں نے اسلام کے مطابق بسر کی تھی کیا مجھے اس کا کوئی اجر ملے گا یا کفر میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مارا جائے گا۔

۲۔ انسان جب گمراہ ہوتا ہے تو بعض اوقات نیک نیتی سے بھی ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر عام آدمی کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر ہے یا نہیں۔ راہ حق پر استوار رہنے کی صحیح تدبیر کیا ہے؟

۳۔ دین کی کچھ باتیں اگر عقل تسلیم نہ کرے، تو کیا کرنا چاہیے؟ ایمان تو ہم لا سکتے ہیں اور اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں، مگر دل اس سے مطمئن نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ انکار حدیث و سنت اور الحاد کی جانب مائل ہو جانے کے بعد اللہ نے آپ کو راہ راست کی طرف آجانے کی توفیق بخشی۔ دعا ہے کہ اللہ آپ کو دین حق پر ثابت قدم رکھے اور آیندہ آپ لغزش کا شکار نہ ہونے پائیں۔ آپ کے سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں:

۱۔ اگر آپ انکار و الحاد کی روش پر قائم رہتے، تب تو ظاہر ہے کہ آپ کی سابق اسلامی زندگی کے اعمال بالکل اکارت جاتے، لیکن اب جبکہ ضلالت کا دور مستقل ثابت نہیں ہوا، بلکہ آپ پھر اسلام کی طرف پلٹ آئے ہیں، اس لیے اللہ آپ کو سابق عمل صالح کا بھی اجر دے گا۔ اس بات کی دلیل خود قرآن سے ملتی ہے۔ سورۂ حدید کے آخر میں جن لوگوں کو رسالت محمدیؐ پر ایمان لانے کے نتیجے میں دوہرے اجر کی بشارت دی گئی ہے، بعض مفسرین کے نزدیک ان سے مراد اہل کتاب ہیں۔ اہل کتاب بعثت محمدیؐ سے پہلے تو اسلام پر تھے، مگر آنحضورؐ کی نبوت کے بعد جب وہ فوراً ایمان نہ لائے تو کافر ہو گئے۔ اس کے باوجود اللہ یہ خوشخبری ان کو دیتا ہے کہ اگر تم اب بھی مسلم بن جاؤ تو تمھاری پہلی زندگی کا اجر ضائع نہ ہو گا۔ بعض صحیح احادیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ ایسے اہل کتاب کے لیے دوہرا اجر ہے۔

۲۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان بعض اوقات نیک نیتی سے بھی گمراہ ہو جاتا ہے، لیکن ایسی صورت میں اگر تین باتیں انسان میں موجود ہوں تو بالعموم گمراہی کا احساس ہو جانے میں دیر نہیں لگتی۔ پہلی بات یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھ، کان اور اپنے دل و دماغ پر تالے ڈال کر نہ رکھے تاکہ جو چیز بھی اس کے سامنے آئے اس کا کھلے دل اور کھلی آنکھ کے ساتھ مشاہدہ کر سکے، خواہ وہ اس کی طبیعت اور مذاق کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ انسان جو رائے بھی قائم کرے وہ دیانت داری اور بے لوثی کے ساتھ قائم کرے اور ضمیر کی آواز کو کبھی دبانے کی کوشش نہ کرے۔ بسا اوقات